جاتی۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اب میں نے خود کو دریافت کر لیا ہے لیکن میں کوشش کر رہی ہوں۔" پھر اس نے فاتح کے ہاتھ میں پکڑی فائل کو دیکھا۔ "ان لوگوں کے کام آنا... ان کے لیے عدالتوں میں لڑنا... یہ بہت تھیراپیوٹک ہے' فاتح۔ مجھے یہ سکون دنیا کی کسی وادی' کسی ساحل پہ نہ ملتا۔ اگر میں آپ کو چھوڑ جاتی تو میں بہت اکیلی رہ جاتی۔"

وہ یہ اعتراف آج کل اکثر کیا کرتی تھی۔ بالآخر وہ خوش تھی اور اپنی خوشی اسے تعجب میں مبتلا کر دیتی تھی۔

"اور میں بھی اس بات پہ خوش ہوں کہ تم نہیں گئیں۔ مجھے یقین تھا کہ تم نہیں جاؤ گی۔ جب میرے ہاتھ سے کرسی نکلی تو بہت سے لوگ ساتھ چھوڑ گئے، صرف تم نہیں گئیں۔ لیکن تالیہ اگر تم چلی جاتیں تو میرے پاس کچھ بھی نہ بچتا۔ میں نہیں جانتا کہ اصل محبت کیا ہوتی ہے۔ عصرہ کہا کرتی تھی کہ وان فاتح کو صرف وان فاتح سے محبت ہے۔ یا شاید آریانہ سے۔" وہ یاد کر کے سوگوار سا مسکرایا۔ "لیکن جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ وہ محبت سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لیے.. میں بھی خوش ہوں کہ تم نہیں گئیں۔"

ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا تو تالیہ نے پل بھر کو آنکھیں موند لیں۔ پھر گردن اٹھا کے اوپر دیکھا۔ سر پہ گلابی پھولوں کی چھاتا تنی تھی۔

"میں کبھی کبھی اس بات پہ حیران ہو جاتی ہوں کہ میں بالآخر خوش کیسے ہوں۔ میں کبھی زندگی میں ایک لمبا عرصہ اتنا خوش نہیں رہی۔"

"کیا اب تمہیں وہ سفید ہرن نظر آتا ہے؟"

"بہت کم۔" وہ اوپر نظر آتے پھولوں اور ان کے جھروکے سے دکھائی دیتے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

"لیکن میں خوش ہوں کہ اب مجھے وہ خواب بھی نہیں دکھائی دیتے۔ مجھے زندگی unpredictable اچھی لگ رہی ہے۔ کسی ایک خواہش کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے کے بجائے... سکون سے لوگوں کے کام آنا... اور سادگی سے رہنا... مستقبل کی فکر اور ماضی کے ملال سے خود کو آزاد کر کے رہنا اچھا لگ رہا ہے۔ لیکن فاتح..." اس نے گردن نیچے کی اور اس کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ڈر سا تھا۔

"کیا یہ سب ہمیشہ ایسا رہے گا؟ ہم ہمیشہ ایسے خوش رہیں گے؟"

اس نے گہری سانس لی۔ کافی کا آخری گھونٹ بھرا اور فائل بند کی۔

"نہیں تالیہ۔ وقت ایک سا کبھی نہیں رہتا۔ یہ سارے چیری بلاسم بھی ایک دن گر جائیں گے۔ اگلے بہار میں یہ درخت پھر سے پھول اٹھا لیں گے۔ درخت کبھی پھول دیتا ہے۔ کبھی پھل۔ اور کبھی اس پہ پت جھڑ کا وقت آ جاتا ہے۔ شاید کچھ عرصے

بعد ہم دونوں بھی ایک بورنگ روٹینک کپل بن جائیں۔ لیکن یہ اہم نہیں ہے۔ اہم یہ ہوتا ہے کہ انسان پہ جیسا بھی وقت آئے.. وہ اپنی ذات سے دوسرے انسانوں کی بھلائی کے کام کرتا رہے۔"

"اور ان کاموں کے لئے اگر ہم ابھی شہر کے لیے نہ نکلے تو ہمیں دیر ہو جائے گی۔" وہ دونوں ایک ساتھ اٹھے۔ تالیہ نے خالی مگ کچرے کے کین میں ڈالے۔ پیچھے مڑ کے کافی شاپ کے دروازے پہ کھڑے ہیڈ ویٹر کو ہاتھ ہلایا۔ اس نے ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کیا۔ پھر وہ فاتح کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

چیری بلاسم کے درختوں کے سائے میں وہ دونوں چلتے جا رہے تھے۔

"آپ ہمیشہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ آپ نہیں جانتے محبت کیا ہوتی ہے؟" وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ "میں تو ہمیشہ بڑے فخر سے کہتی ہوں کہ مجھے آپ سے محبت تھی اسی لیے میں اس روز ائیرپورٹ سے واپس آئی۔"

"کیا ہر بات بار بار بتانا ضروری ہے کیا؟" وہ گہری سانس لے کر بولا۔ وہ دونوں اب بنچ سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ یہاں سے ان کی پشت دکھائی دے رہی تھی۔

"کچھ باتیں آپ ایک دفعہ بھی نہیں بتاتے۔"

"مثلاً؟"

"آپ نے مجھے کبھی نہیں بتایا کہ چابی کے بدلے آپ نے یان سوفو کو کیا دیا تھا؟" وہ مسکراہٹ دبا کے بولی۔ یہ بات اس کا فاتح کو تنگ کرنے کے لیے ایک ہتھیار کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔

"تالیہ... ریلیکس۔" اس نے گہری سانس لی۔ "میں نے اسے کچھ نہیں دیا تھا۔"

"آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے اپنے دل کی اچھائی کے ہاتھوں مجبور ہو کے ہمارے لیے چابی بنائی؟ ناممکن۔"

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اسے کچھ نہیں دیا تھا۔ سوائے بھاگ جانے کے محفوظ راستے کے۔ اس نے بغاوت میں اپنی جان بچا لی... کیا یہی کافی نہیں ہے؟" وہ دونوں اب دور سے بہت چھوٹے نظر آ رہے تھے۔ ان کی آوازیں مدھم ہو چکی تھیں۔

ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا۔ اور بنچ کے قریب ایک گلابی چیری بلاسم کا پھول ٹوٹ کے آن گرا۔

....

563 برس قبل قدیم ملاکہ کے سلطنت محل کے اس منظر میں واپس چلتے ہیں جب وان فاتح ملکہ یان سوفو کے سامنے کھڑا تھا۔

اس نے ایک رقعہ ملکہ کی طرف بڑھایا تھا۔ ملکہ نے کاغذ کی تہیں کھول کے اسے پڑھا۔ پھر چونک کے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ پھر اس نے تمام کنیزوں اور غلاموں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

جب وہ دونوں تنہا رہ گئے تو ملکہ نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ سیاہ قبا میں ملبوس فاتح مسکرایا اور اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔

''بغاوت؟ میرے آقا کے خلاف بغاوت ہو رہی ہے؟ کیا تم بھی اس کا حصہ ہو؟'' وہ تندی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

جواب میں فاتح وہ سب کہتا گیا جو وہ کہنے آیا تھا۔

''آپ یہ بات پہلے ہی جانتی ہیں کہ میں اور تاشہ وقت کے مسافر ہیں۔ ہمیں اپنی دنیا میں واپس جانا ہے۔ صرف آپ ہماری مدد کر سکتی ہیں۔ میں آپ کو راجہ کا سامان لا کے دے سکتا ہوں۔ آپ نے ہمیں چابی بنا کے دینی ہو گی۔''

''اور بدلے میں؟''

''بدلے میں میں آپ کو بغاوت کی خبر دے رہا ہوں۔ آپ یہاں سے فرار ہو کے اپنی جان بچا لیجیے گا۔''

''وان فاتح...'' وہ مسکرائی۔ ''تم نے اپنے پتے جلد دکھا دیے۔ بہت جلد۔ میں چابی بنانے سے انکار بھی کر سکتی ہوں اور بغاوت کے بارے میں تم پہلے ہی بتا چکے ہو۔ میرا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔'' اس نے رقعہ میز پہ ڈال دیا۔ ''اور تمہیں کیوں لگا تھا کہ میں تمہیں چابی بنا دوں گی؟''

''میں آپ کو بدلے میں اس اطلاع سے زیادہ کچھ نہیں دے سکتا' ملکہ۔ آپ چاہیں تو مجھے چابی بنا کے نہ دیں۔ لیکن ہم اس چابی کو بنا کے آپ خود کو کیا کچھ دے سکتی ہیں' یہ سوچا ہے آپ نے؟''

ملکہ نے تھوک نگلا۔ اس کے تاثرات قدرے بدلے۔ ''تمہاری پیشکش کیا ہے؟''

''میں نے کہا نا... میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔ لیکن... آپ خود کو ایک تحفہ دے سکتی ہیں۔ اس دنیا میں آپ کے لیے کچھ نہیں رکھا۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ چند سال بعد طاعون سے ہلاک ہو جائیں گی لیکن تب تک آپ کئی سال سے گمنامی میں ہوں گی۔ کسی کو نہیں معلوم کہ وہ سچ تھا یا جھوٹ۔ مستقبل کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوتا' ملکہ۔ آپ اپنا مستقبل خود بنا سکتی ہیں۔''

یان سو فو کھڑی ہو گئی۔ اس کی رنگت گلابی پڑ چکی تھی۔ ''کیا تم مجھے اپنی دنیا میں لے جا سکتے ہو؟''

''میں آپ کے لیے کچھ نہیں کروں گا۔ لیکن اگر آپ میرے لیے چابی بنا سکتی ہیں تو اپنے لیے چابی آپ کو خود بنانی ہو گی۔'' اس نے شانے اچکا دیے۔ ''اور میری مدد کے بغیر آپ ایک چابی بھی نہیں بنا سکتیں۔''

وہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی۔اس کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔آنکھوں میں عجیب سا سحر چھانے لگا تھا۔

"تمہاری دنیا کیسی ہے ڈان فاتح؟"

"آپ کی دنیا جیسی نہیں ہے۔"

"اونہوں... کچھ تو ہے اس دنیا میں جو تم دونوں ملاکہ کی حکمرانی کو ٹھوکر مار کے واپس اس میں جانا چاہتے ہو۔ کچھ تو جادوئی ہے تمہاری دنیا میں۔" وہ پراسرار انداز میں مسکرائی۔"چلو آج سے ہم اپنی دشمنی ختم کرتے ہیں۔میں تمہارے لیے چابی بنا دوں گی۔اور تم مجھے یہاں سے جانے کا محفوظ راستہ دے دو گے۔"

فاتح نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔وہ منظر وقت کی دھول میں تحلیل ہو گیا۔

....

واپس 2023 کے بہار کے موسم میں آتے ہیں۔

ملاکہ شہر کے اس قدیم چرچ کے اندر ایک اعترافی کمرہ بنا تھا۔وہ چرچ اب خالی تھا اور ویران تھا۔اندر ہوئی ذی نفس نہ تھا۔ایسے میں اس اعترافی کمرے کے فرش سے کھڑ پڑ کی آواز سنائی دینے لگی۔ چرچ کے ہال میں پھرتے چوہے تیزے سے کونوں کھدروں میں جا دبکے۔

فرش میں بنا ڈھکن ہٹا کے ایک ہاتھ اوپر آیا۔پھر پورا وجود۔اوپر آ کے اس نے ڈھکن بند کیا۔ چغے میں ملبوس اس وجود نے لباس سے گرد جھاڑی۔پھر اعترافی کمرے کا جالی دار دروازہ کھولا۔پھر اس نے چغے کی ٹوپی پیچھے گرائی اور گردن اٹھا کے اس قدیم چرچ کو دیکھا۔

یان سوفو کا چہرہ کھڑکی سے آتی مدھم روشنی میں بھی دمک رہا تھا۔وہ آج بھی ویسا ہی تھا۔دودھ کی طرح ملائم اور نازک۔

اس کے چغے کے اندر ایک پوٹلی بندھی تھی جس میں سونے چاندی اور قیمتی ہیروں سے مزین زیورات تھے۔گردن میں ایک زنجیر تھی جس سے ایک سنہری چابی لٹک رہی تھی۔یان سوفو قدم قدم چلتی ...ارد گرد تعجب سے دیکھتی... چرچ سے باہر نکلی... دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے جھک کے چابی پہ پھونک ماری۔ایک پنکھ سا اس سے نکلا...اور ہوا میں سست روی سے اڑنے لگا۔وہ اس پنکھ کا تعاقب کرنے کے لیے پلٹی تو ٹھٹھک کے رک گئی۔

اس کے سامنے ایک لمبی سڑک تھی۔سڑک کے گرد دور تک دکانیں تھیں۔ریستوارن تھے۔وہاں تیز آوازیں تھیں۔زن سے گزرتی گاڑیاں تھیں۔وہ بے یقینی سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔وہ اتنی تیز چلتی

تھیں گویا کسی کے اوپر سے گزر جائیں گی۔

اس کی متحیر نظریں فٹ پاتھ پہ چلتے لوگوں پہ پڑیں۔ انہوں نے بہت سے رنگ پہن رکھے تھے۔ ایسے رنگ جو یان سوفو نے کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ وہ چمکتے ہوئے ہنستے مسکراتے لوگ تھے۔ ان کو ہاتھوں میں چمکتی چیزیں تھیں۔ ان کے جوتے تک چمک رہے تھے۔

وہ پنکھ کے تعاقب میں آگے بڑھی لیکن اس کی متحیر نظریں ابھی تک اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

سڑک کنارے جگہ جگہ کارٹ دھکیلتے لوگ کھڑے تھے۔ ان کے کارٹ رنگ برنگی چیزیں تھیں۔ گلابی روئی جیسی کپاس سے بنی چیزیں۔ ہر رنگ کے مشروب کی بوتلیں۔

آسمان سے زوردار چنگھاڑ سنائی دی تو اس نے گھبرا کے سر اٹھایا۔ اس کے عین سر کے اوپر سے ایک اڑن کھٹولا تیزی سے گزرا تھا۔ یان سوفو نے دھیرے سے چہرہ نیچے کیا۔ سامنے کھڑا ایک شخص اپنے ہاتھ میں پکڑے ریموٹ کی مدد سے ایک ڈرون کیمرے کو فضا میں اڑا رہا تھا۔ اس کا کیمرہ کسی اڑنے والی مکڑی کی طرح درختوں کے اوپر ہوا میں تیر رہا تھا۔

یان سوفو کے لب بالآخر مسکراہٹ میں ڈھلے۔ یہ دنیا بہت خوبصورت تھی۔ یہ دنیا جادوئی دنیا تھی۔ شاہ چین کی بیٹی کو اس کو خوابوں کی طلسماتی سرزمین مل گئی تھی۔

لیکن اس سے پہلے اسے پمبورو کے راہبر کو ڈھونڈنا تھا۔ وہ پنکھ کے پیچھے چپ چاپ چلتی گئی۔ وہ اسے گھاس اور پارکس کے اندر سے گزارتا آگے لے جا رہا تھا۔ اس کے جادو نے اسے بتایا تھا کہ سابقہ پمبورو راہنما اپنا جادو اور ذہنی توازن دونوں کھو چکا تھا۔

اور پمبورو راہبر کی جگہ کبھی خالی نہیں رہتی۔ وہ جگہ اب بھر چکی تھی۔ اور جس نے اس جگہ کو بھرا تھا... یان سوفو اس کا چہرہ اپنے پیالے میں دیکھ چکی تھی۔ اسے وہ چہرہ پسند آیا تھا۔

اسے وہ پنکھ اسی کے گھر لے جا رہا تھا۔

قریباً دس منٹ تک چلتے رہنے کے بعد بالآخر شاہ چین کی بیٹی ایک کالونی کے سرے پہ آرکی۔ اس کالونی میں گھروں کی ایک قطار تھی۔

وہ پنکھ تیسرے نمبر کے گھر کے گیٹ کے پاس زمین پہ گر گیا تھا۔

یان سوفون نے مسکراتی نظریں اٹھائیں۔ اب اسے اس گھر کا دروازہ کھٹکھٹانا تھا اور شکار باز رہبر سے ملاقات کرنی تھی۔

راہبر کو معلوم تھا کہ وہ آ رہی ہے۔ اور راہبر کو اس کا انتظار تھا۔

اس نے چغے کی ٹوپی پیچھے پھینکی اور پورے اعتماد سے آگے بڑھ گئی۔ پھر لکڑی کے گیٹ میں ہاتھ ڈال کے اسے کھولا اور اندر چلی آئی۔ اب وہ مرکزی دروازے کی طرف جا رہی تھی اور چھوٹے باغیچے میں لگے پھول اس کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

سبز گھاس پہ اگے گہرے اور ہلکے نیلے پھول۔

جامنی اور پیلے پھول۔

سرخ اور نارنجی پھول۔

....

ختم شد